باب ششم

والدین اور اساتذہ

صحیح قسم کی تعلیم کی شروعات ایسے ہی معلم سے ممکن ہے جس میں خود شناسی کی صفت ہو اور جو مقررہ اور مروجہ طرز خیال کی پابندی سے آزاد ہو، کیونکہ جیسا کچھ استاد خود اپنی ذات سے ہوگا ویسی ہی وہ تعلیم دے سکے گا! اگر خود اس کی صحیح تعلیم نہیں ہوئی ہے تو وہ بجز اس کے اور کیا کر سکتا ہے کہ جو جو مقررہ طرز کی معلومات اس نے خود حاصل کی ہیں، انھیں سے اپنے شاگردوں کو واقف کر دے۔ اصل مسئلہ تو بچوں کا نہیں بلکہ والدین اور اساتذہ کا ہے۔ سوال تو یہ ہے کہ تعلیم دینے والوں کو کیونکر صحیح تعلیم دی جائے۔ اگر اساتذہ خود اپنے آپ کو نہیں پہچانتے اور جو تعلقات بچوں کے ساتھ رکھنے چاہئیں ان کو نہیں سمجھتے یا اگر صرف اپنی معلومات کو بچوں کے دماغ میں بھر دینا چاہتے ہیں یا صرف امتحان پاس کرا دیتے ہیں تو نئے قسم کی تعلیم کیسے دی جا سکتی ہے۔ شاگرد کی رہنمائی تو ہمیں کرنی ہے اور اسے مدد دینی ہے۔ لیکن جو مددگار اور رہنما ہو وہ اگر تنگ نظر، پریشان خاطر قوم پرست یا نظریات کا غلام ہو، تو اس کے شاگرد قدرتی طور پر ویسے ہی ہوں گے۔ تعلیم اس طرح مزید انتشار اور خلفشار کا ایک ذریعہ بن جاتی ہے۔ اگر اس امر کی وضاحت کو ہم سمجھ لیں تو ہم محسوس کریں گے کہ خود اپنے کو تعلیم دینا کس قدر ضروری ہے۔ بچے کی آئندہ فلاح اور تحفظ کے لیے فکر مند ہونے سے یہ کہیں زیادہ ضروری ہے کہ ہم خود اپنے آپ کو از سر نو تعلیم دینے کی فکر کریں۔

تعلیم دینے والوں کو تعلیم دینا یعنی انھیں خود شناس بنانا سب سے زیادہ دشوار کام ہے، کیونکہ ہم میں سے بیشتر فکر و عمل کے ایک خاص نظام اور سانچے میں ڈھل چکے ہیں۔ ہم نے اپنے لیے یا تو کسی نظریہ یا مذہب یا کسی مخصوص طرز عمل کو اختیار کر لیا ہے۔ اسی لیے بچہ کو ہم یہ سکھاتے ہیں کہ کن کن باتوں پر وہ دھیان دے، نہ کہ کس ڈھنگ پر وہ غور و فکر کیا کرے۔ علاوہ بریں والدین اور اساتذہ خود اپنی کاوشات اور غم میں مبتلا رہتے ہیں۔ بیشتر والدین خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، اپنی پریشانیوں اور تفکرات میں پھنسے رہتے ہیں۔ انھیں موجودہ معاشرتی اور اخلاقی ابتری پر توجہ دینے کی کوئی فکر نہیں۔ انھیں تو یہی خواہش رہتی ہے کہ ان کے بچے دنیا میں کامیاب ہونے